روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ یکم جولائی 2011ء 28 رجب 1432 ہجری یکم وفا 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 150

خر دجال

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

دجال کے گدھے کے ایک پاؤں سے دوسرے پاؤں کا فاصلہ ایک دن اور ایک رات کے برابر ہوگا اور وہ ساری زمین کا سفر کرے گا وہ بادلوں کو پکڑنے پر قادر ہوگا اور سورج کے غروب ہونے کی جانب سفر کرتے ہوئے سورج سے بھی آگے نکل جائے گا۔ وہ سمندر میں چلے گا اور سمندر کا پانی اس کے ٹخنوں تک ہوگا۔ اس کے آگے دھوئیں کا پہاڑ اور پیچھے سبز رنگ کا پہاڑ ہوگا۔ جب وہ سفر کرے گا تو بلند آواز سے یہ اعلان کرے گا اے میرے دوستو میری طرف آجاؤ۔ اے میرے دوستو میری طرف آجاؤ۔

(کنز العمال جلد 14 ص 259 کتاب القیامۃ من قسم الافعال باب الدجال۔ حدیث 39702)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

وہ شخص جو خدائے تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اس پر یہ فرض نہیں ہے کہ ایسے نشان دکھائے جس سے ستارے زمین پر گریں یا آفتاب مغرب سے طلوع کرے یا بکری کو انسان بنا کر دکھلا دے یا لوگوں کے روبرو آسمان پر چڑھ جائے اور ان کے روبرو ہی اترے اور آسمان سے ایک لکھی ہوئی کتاب لائے جس کو لوگ خود ہاتھوں میں لے کر پڑھ لیں یا اس کے تمام مکانات سونے کے بن جائیں یا اس کے ہاتھ سے لوگوں کے باپ دادے مرے ہوئے زندہ ہو کر قبروں سے بولتے ہوئے اور چیختے ہوئے نکلیں اور اپنے بیٹوں کو لعنت کریں اور نفرین کر کے کہیں کہ یہ تو حقیقت میں سچا خدا کا رسول تھا یہ غضب تم نے کیا کیا کہ اس کے منکر ہو گئے۔ ہم بچشم خود دیکھ آئے ہیں کہ اس پر ایمان لانے والا سیدھا بہشت کی طرف جاتا ہے اور اس سے منکر رہنے والا نہایت ذلیل حالت میں دوزخ میں ڈالا جاتا ہے اور شہر میں جلسے کریں اور تمام منکروں کو ان جلسوں میں بلائیں اور اپنی اولاد کو کہیں کہ تم جانتے ہو کہ ہم تمہارے باپ دادا ہیں اور تم جانتے ہو کہ ہم کس قدر اس شخص کے دشمن تھے لیکن جب ہم مر گئے تو اس کی دشمنی کی وجہ سے ہم دوزخ میں ڈالے گئے۔ دیکھو ہمارے بدن آگ میں جھلسے ہوئے اور سیاہ ہو رہے ہیں اور تمہارے روبرو ہم قبروں میں سے نکلے ہیں تا ہم گواہی دیں کہ یہ شخص خدا کی طرف سے اور سچا نبی ہے۔ یاد رکھو کہ ایسے لیکچر کبھی مردوں نے قبروں میں سے نکل کر نہیں دیئے اور کبھی اور کسی زمانہ میں ایسے جلسے نہیں ہوئے کہ چند لوگوں کے باپ دادا قبروں میں سے زندہ ہو کر نکل آئے ہوں۔ تب ایک مکان جلسہ کا مقرر ہو کر تمام شہر کے لوگ ان مردوں کے سامنے بلائے گئے ہوں اور ان مردوں نے ہزاروں لوگوں کے روبرو کھڑے ہو کر بلند آواز سے یہ لیکچر دیئے ہوں کہ اے حاضرین! ہم آپ کا شکر کرتے ہیں کہ آپ ہمارا لیکچر سننے کے لئے آئے۔ آپ صاحبان جانتے ہیں اور ہمیں خوب پہچانتے ہیں کہ ہم فلاں فلاں محلّہ کے رہنے والے اور فلاں فلاں شخص کے دادا پڑدادا ہیں اور چند سال ہوئے کہ ہم طاعون سے یا ہیضہ سے یا کسی اور بیماری سے فوت ہو گئے تھے اور آپ لوگ ہمارے جنازہ میں شریک تھے اور آپ لوگوں نے ہی ہمیں دفن کیا تھا یا پھونک دیا تھا پھر بعد اس کے آپ صاحبوں نے اس بزرگ نبی کو جو ہمارے سامنے صدر نشینی کی کرسی کو زیب دے رہا ہے نہایت تحقیر سے رد کیا اور اس کو جھوٹا خیال کیا اور اس سے چاہا کہ معجزہ کے طور پر چند مردے زندہ ہوں تب اس کی دعا سے ہم زندہ ہو گئے جو اس وقت آپ کے صاحبوں کے سامنے کھڑے ہیں۔ صاحبان آنکھ کھول کر دیکھ لو کہ ہم وہی ہیں اور ہم سے ہمارے پورے قصے پوچھ لو اور اس وقت زندہ ہو کر ہم چشم دید گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص درحقیقت سچا ہے اور ہم اس کے نہ ماننے کی وجہ سے دوزخ میں جلتے ہوئے آئے ہیں سو ہماری گواہی چشم دید گواہی ہے اس کو قبول کرو تا تم دوزخ سے بچ جاؤ۔ اب کیا کوئی کانشنس کوئی ضمیر کوئی نور قلب قبول کرتا ہے کہ ایسا لیکچر کسی مردہ نے زندہ ہو کر دیا اور پھر لوگوں نے قبول نہ کیا۔

(براہین احمدیہ جلد پنجم ۔ روحانی خزائن جلد 21 ص

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فنڈ

احمدیت کیلئے اپنی جان کی قربانی پیش کرنے والوں کے خاندانوں کی کفالت کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے 14 مارچ 1986ء کے خطبہ جمعہ میں ایک فنڈ کا اعلان فرمایا، اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ میں جماعت کو یہ بھی تسلی دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ کے فضل سے جماعت احمدیہ میں کوئی بھی خدا کی راہ میں مارا جانے والا ہرگز یہ وہم لے کر یہاں سے رخصت نہیں ہوتا کہ میرے بیوی بچوں کا کیا بنے گا۔ جماعت احمدیہ میں ایسے لوگوں کے بچے یتیم نہیں ہوا کرتے۔ یہ ایک زندہ جماعت ہے اور یہ ناممکن ہے کہ جماعت اپنے قربانی کرنے والوں کے اہل وعیال کو اور ان کے حقوق کو بھول جائے۔ ایسی جماعتوں کی زندگی کی ضمانت اس بات میں ہے کہ ان کے قربانی کرنے والوں کو اپنے پسماندگان کے متعلق کوئی فکر نہ رہے۔

اس فنڈ کی عظمت اور اس کی اہمیت کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ یہ ہرگز صدقہ کی تحریک نہیں بلکہ جو شخص اس میں حصہ لے گا وہ اسے اعزاز سمجھے گا اور خیال کرے گا کہ مجھے جتنی خدمت کرنی چاہئے تھی اتنی نہیں کی بلکہ بہت ہی معمولی خدمت کی توفیق پائی ہے۔

اس تحریک میں حصہ لینے والوں کو نصائح کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے فرمایا کہ پوری طرح شرح صدر اور محبت کے جذبہ سے جو دینا چاہتا ہے وہ دے، ادنیٰ سا بھی تردد یا بوجھ ہو تو وہ ہرگز نہ دے۔ یہ ایک خاص نوعیت کی تحریک ہے جس میں بشاشت طبع ہی ضروری نہیں بلکہ طبیعت کا دباؤ ضروری ہے۔ دل سے بے قرار تمنا اٹھ رہی ہو، یہ خواہش پیدا ہو رہی ہو کہ میں اس میں شامل ہوں۔ آج ایک آنہ بھی جس کو توفیق ہو وہ بھی بہت عظیم دولت ہے وہ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک بہت بڑی سعادت ہوگی۔

اس اعلان کے ایک روز بعد یعنی 15 مارچ 1986ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے اس تحریک کو سیدنا بلال رضی اللہ عنہ فنڈ کا نام عطا فرمایا۔

اس فنڈ میں چندہ کی ادائیگی کرنے والے احباب کے ناموں کی فہرست دعا کیلئے ہر ماہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

(سیدنا بلال فنڈ کمیٹی)

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مورخ احمدیت

عالم روحانی کے لعل و جواہر نمبر 622

امام ربانی کے آستانہ کی ملازمت سے روحانی انقلاب

حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی کی ایک اعلیٰ وجہ البصیرت شہادت اور اہم نصیحت:۔

میرا خیال ہے کہ ایک شخص کی نسبت باوجود تسلیم کرنے اس کی بہت سی خوبیوں کے اس کی ذرا سی کمزوری کا دھیان دل میں رکھو یا اپنے دل کو اس سے کسی ایک بات میں اختلاف کرنے کی حیثیت دو تو وہ خفیف سا نقطہ پھیلتے پھیلتے آخر سارے دل پر برص کے مرض کی طرح محیط ہو جائے گا و نعوذ باللہ منہا۔ میں ان امور میں خود صاحب تجربہ ہوں میں 93ء تک بہت سے امور میں حضرت امام زمان سے اختلاف کرتا اور اکڑ بیٹھتا تھا اور اسے طبیعت کی آزادی اور دلیری اور قوت تحقیق پر محمول کرتا تھا اور حقیقت میں وجہ یہ تھی کہ اس سے قبل مجھے حضرت کی خدمت میں اکثر دوستوں کی طرح بہت کم بیٹھنا ملا تھا اور نہ مجھے ان علوم حقہ پر اطلاع تھی جو خدا نے اپنے برگزیدہ کو عطا فرمائے تھے۔ مگر اس کے بعد جو توفیق الٰہی نے مہینوں اور سالوں حضور اقدس کے آستانہ کی ملازمت کا شرف بخشا اور میرا سینہ ان انوار و علوم حقہ سے بھرا جو صرف آسمان ہی سے اترتے اور کسی چترائی اور زبان درازی اور مادی تجویزوں سے مل نہیں سکتے تو اب میرا یہ حال ہے کہ میں بحمداللہ اطمینان قلب اور شرح صدر سے آپ کی ہر ادا سے اپنے دل کو پورا مصالح اور موافق پاتا ہوں اور میں پوری بصیرت سے صاف صاف یہ بات کہتا ہوں کہ کبھی فتنہ اور ٹھوکر سے مطمئن نہ بیٹھے............

میں نے بہت دفعہ اپنے آپ میں سوچا ہے اور آخر میرے دل نے مجھے یقین دلایا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کو مان کر مجھے وہ لذت ملی ہے جو ایک واقعی اور لابدی شے کے حصول سے حاجت مند انسان کو ملتی ہے۔ اس لئے کہ میرا یقین ہے کہ جیسے ضروریات بقائے نوع مثلاً غذا ہوا، روشنی، پانی وغیرہ انسان کے لئے ضروری ہیں اور ان کے عدم وجود دونوں صورتوں میں انسان ایک کھلا فرق پاتا ہے ایسا ہی ایمان بھی بقائے روح اور اطمینان روح اور سکینت روح کے لئے ضروری شے ہے اور ایک سلیم اور نہ زندہ روح کو اس کے عدم وجود میں فرق محسوس ہونا چاہئے۔ یا بلفظ دیگر میں کہہ سکتا ہوں کہ مقتدا ایک تکیہ گاہ اور سہارا ہے اور ہر شخص اگر کوئی سہارا اور امید گاہ اور حاجت پوری کرنے والا شفیق رکھتا ہے تو وہ اس سہارے اور امید کی لذت کو محسوس کر سکتا ہے میں پڑھتے اور لکھتے بسا اوقات تھک جاتا ہوں اور میری کمر میں ایک کوفت سی محسوس ہونے لگتی ہے تو پیٹھ کو کرسی کا سہارا دلاتا ہوں اور یوں ایک آدھ منٹ میں کوفت رفع ہو جاتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جس طرح پیٹھ نے سہارے کو واقعی محسوس کیا اور حقیقۃً آرام پایا کیا اسی طرح ہماری روحیں محسوس کرتی ہیں کہ ہماری دلی اور لذیذ اعتقاد کی تکیہ گاہ امام زمان ہے اور اس سہارے کو محسوس کر کے واقعی طمانیت اور سکینت انہیں حاصل ہوگئی ہے۔ اگر یہ ہے تو مبارک ورنہ ایمان کی اور زندہ ایمان کی فکر کرنی چاہئے۔ مردہ ایمان اور تذبذب ایمان اور ظلمتوں کے تحت الثریٰ میں گرا ہوا ایمان کیا نفع پہنچا سکتا ہے۔

(الحکم 9 ستمبر 1899ء صفحہ 4)

کشف میں آسمانی کھانا

حضرت مولانا نورالدین خلیفۃ المسیح الاول نے اپنے عہد خلافت کے ایک دربار عام میں فرمایا:۔

میں طالب علمی کے وقت میں چھ چھ سات سات وقت کھانا نہیں کھایا کرتا تھا۔

فرمایا۔ حافظ روشن علی نے میری تقریر ہوتے ہوئے آسمانی کھانا کھا لیا تھا۔ بیداری میں کباب اور پراٹھے کھاتا رہا۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب مدیر ''بدر'' نے حضرت اقدس سے حافظ صاحب کے متعلق یہ تقریر سن کر بعد میں حافظ صاحب سے مفصل حال پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ

ایک دن میں نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا۔ سبق کی انتظار میں بیٹھے بیٹھے کھانے کا وقت گزر گیا۔ حتیٰ کہ ہمارا حدیث کا سبق شروع ہو گیا۔ میں اپنی بھوک کی پروا نہ کر کے سبق میں مصروف ہو گیا۔ درانحالیکہ میں بخوبی سبق پڑھنے والے طالب علم کا آواز سن رہا تھا اور سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ کہ یکا یک سبق کا آواز مدھم ہوتا گیا اور میرے کان اور آنکھیں باوجود بیداری کے سننے اور دیکھنے سے رہ گئے۔ اس حالت میں میرے سامنے کسی نے تازہ بتازہ تیار ہوا ہوا کھانا لا رکھا۔ گھی میں تلے ہوئے پراٹھے اور بھنا ہوا گوشت تھا۔ میں خوب مزے لے لے کر کھانے لگ گیا۔ جب میں سیر ہو گیا۔ تو میری یہ حالت منتقل ہوگئی اور پھر مجھے سبق کا آواز سنائی دینے لگ گیا۔ مگر اس وقت تک بھی میرے منہ میں کھانے کی لذت موجود تھی اور میرے پیٹ میں سیری کی طرح ثقل محسوس ہوتا تھا **اور سچ مچ جس طرح کھانا کھانے سے تازگی ہو جاتی ہے وہی تازگی اور سیری مجھے میسر تھی۔ حالانکہ نہ میں کہیں گیا اور نہ کسی اور نے مجھے کھانا کھاتے دیکھا۔**

حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرمایا۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے لکھا ہے۔ کہ مجھے بھوک تھی۔ میں سو گیا خواب میں پلاؤ اور زردہ کھا لیا۔ جب جاگا تو دیکھا۔ کہ پیٹ بھرا ہوا تھا۔ جو لوگ ان باتوں کو نہیں مانتے اور کہنے والے کو سودائی وغیرہ خیال کر لیتے ہیں۔ وہ بھی معذور ہیں۔ ان کو ایسا کبھی دکھایا ہی نہیں۔ مگر جن لوگوں سے یہ واقعات گزرتے ہیں۔ ان کا تو واقعہ ہوتا ہے۔ **میں نے خود ان باتوں کا بڑا تجربہ کیا ہے۔**

(ضمیمہ اخبار بدر کلام امیر حصہ دوم 31/اکتوبر 1912ء صفحہ 49`50)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

6 جولائی 2011ء

12-30 am	عربی سروس
1-35 am	ان سائیٹ
2-00 am	چلڈرن کلاس
3-15 am	خدام الاحمدیہ اجتماع یوکے
4-05 am	رئیل ٹاک
5-10 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5-25 am	تلاوت قرآن کریم
6-00 am	یسرنا القرآن
6-35 am	درس ملفوظات
7-35 am	عربی سیکھئے
8-15 am	فوڈ فار تھاٹ
8-55 am	سوال و جواب
10-05 am	خدام الاحمدیہ یوکے اجتماع
11-05 am	تلاوت قرآن کریم
11-25 am	درس حدیث
11-45 am	یسرنا القرآن
12-05 pm	مسیح ہندوستان میں
12-50 pm	چلڈرن کلاس
1-55 pm	سوال و جواب
2-50 pm	انڈونیشین سروس
3-55 pm	سواحیلی سروس
5-05 pm	تلاوت
5-20 pm	درس حدیث
5-40 pm	زندہ لوگ
6-15 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 7/اکتوبر 2005ء
7-05 pm	بنگلہ سروس
8-25 pm	دعائے مستجاب
9-00 pm	فقہی مسائل
9-45 pm	درس حدیث
10-20 pm	آسٹریلین پروگرام
11-00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-20 pm	مجلس انصاراللہ یوکے اجتماع

7 جولائی 2011ء

12-05 am	دعائے مستجاب
12-25 am	رئیل ٹاک
1-30 am	یسرنا القرآن
1-50 am	فقہی مسائل
2-30 am	چلڈرن کلاس
3-45 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 7/اکتوبر 2005ء
5-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5-10 am	تلاوت قرآن کریم
5-35 am	درس حدیث
5-45 am	مسیح ہندوستان میں
6-05 am	لقاء مع العرب
7-30 am	فقہی مسائل
8-00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
8-20 am	مسیح ہندوستان میں
9-10 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 7/اکتوبر 2005ء
10-05 am	جلسہ سالانہ کینیڈا 2004ء
11-00 am	تلاوت قرآن کریم
11-25 am	چلڈرن کلاس
12-30 pm	یسرنا القرآن
1-05 pm	فیتھ میٹرز
2-10 pm	قرآنک آرکیالوجی
3-00 pm	انڈونیشین سروس
4-10 pm	پشتو سروس
5-00 pm	تلاوت قرآن کریم
5-20 pm	زندہ لوگ
6-00 pm	بنگلہ سروس
7-05 pm	ترجمۃ القرآن
8-30 pm	مشاعرہ
9-25 pm	درس ملفوظات
9-35 pm	یسرنا القرآن
9-55 pm	فیتھ میٹرز
11-00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم طلعت حفیظ صاحب

مستدرک امام حاکم کا تعارف

نام و نسب

آپ کا نام محمد، کنیت ابوعبداللہ اور ابن بیع ہے۔ جبکہ حاکم آپ کا لقب ہے۔ پورا نسب نامہ کچھ یوں ہے۔ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم بن حکم

امام ابوعبداللہ کے اجداد میں سے ایک بزرگ تاجر ہونے کے باعث بیع کہلاتے تھے اسی نسبت سے آپ کی کنیت ابن بیع ہے اور منصب قضا پر فائز رہنے کی وجہ سے آپ کو حاکم کا لقب ملا۔ آپ کی ولادت 3 ربیع الاول 321ھ/936ء بروز سوموار نیشاپور میں ہوئی۔ آپ شافعی المذہب تھے۔

تحصیل علم

امام صاحب ایک متدین اور علمی خانوادے کے چشم و چراغ تھے۔ آپ نے صغرسنی سے ہی تعلیم کا آغاز اپنے والد بزرگوار کی سرپرستی میں کیا۔ جنہیں امام مسلم المتوفی 261ھ/877ء (صحیح مسلم کے مصنف) کو دیکھنے کا شرف حاصل تھا۔ امام حاکم نے پہلے اپنے وطن نیشاپور سے۔ جو اس وقت علماء فن اور محدثین کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اپنے علمی ذوق کی تسکین کی محض نیشاپور کے اساتذہ کی تعداد ایک ہزار بتائی جاتی ہے۔ پھر بیس برس کی عمر میں دوسرے علمی مراکز (بخارا، بغداد، کوفہ، بصرہ، مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ) کا رخ کیا۔ اسفار کی کثرت کی وجہ سے مورخین نے ان کے بارے میں "طاف الافاق" "سافر فی طلب الحدیث" اور "رحل الی البلاد" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ بغداد کا سفر آپ نے دو مرتبہ کیا۔

اساتذہ

امام حاکم کے مشہور اساتذہ میں ابن حبان (354ھ/969ء)، دارقطنی اور ابوبکر الصبغی شامل ہیں۔ 334ھ/949ء میں آپ امام ابن حبان سے احادیث لکھا کرتے تھے جبکہ آپ کی عمر محض 13 برس تھی۔ امام ابوبکر الصبغی المتوفی (342ھ/957ء) (13A) سے امام حاکم کی لمبی مصاحبت رہی ان کے ہاں امام صاحب فن جرح و تعدیل کی ممارست کیا کرتے تھے۔

امام دارقطنی سے امام حاکم نے عرصۂ دراز تک اکتساب فیض کیا یہاں تک کہ دارقطنی کے شاگردوں سے بھی روایت کرتے ہیں۔ امام حاکم کے اساتذہ کی کل تعداد دو ہزار سے بھی متجاوز ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ نے اپنے سے کم عمر اور کم مرتبہ لوگوں سے بھی روایت کی ہے۔ اس سے آپ کے علمی شغف کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

تلامذہ

امام حاکم کے بعض مشہور شاگردوں میں ابویعلی خلیلی المتوفی 446ھ/1060ء (الارشاد فی معرفۃ المحدثین کے مصنف)، ابوالقاسم قشیری المتوفی 465ھ/1079ء (صاحب رسالہ قشیریہ و چہل حدیث) اور ابوبکر بیہقی المتوفی 458ھ/1072ء (صاحب سنن الکبریٰ) شامل ہیں بیہقی نے حاکم سے بکثرت روایت کی ہے ان کی کتابوں سے تحصیل فقہ کی اور طرز تحریر میں بھی وہ حاکم کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ دارقطنی نے بھی حاکم سے روایت کی ہے حالانکہ وہ حاکم کے استاد ہیں۔

علم حدیث میں مقام و مرتبہ

حدیث میں غیر معمولی کمال وامتیاز رکھنے کی بنا پر "امام المحدثین، الحافظ الکبیر، شیخ المحدثین اور سید المحدثین" کے القابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔ علامہ ابن العماد فرماتے ہیں "نہ صرف خراسان بلکہ ساری دنیا میں اقلیم حدیث کی تاجداری آپ پر ختم ہوگئی"۔ علامہ ابن صلاح اور حافظ نووی نے صحاح ستہ کے مصنفین کے بعد جن سات محدثین کو نہایت صاحب کمال قرار دیا ہے ان میں امام دارقطنی کے بعد دوسرا نام حاکم کا ہی بتایا ہے۔

حفظ و ثقاہت

اہل سیر نے "الحافظ الکبیر، من اھل الحفاظ اور من اکابر حفاظ الحدیث" کہہ کر آپ کے حافظہ کی توثیق کی ہے۔ امام دارقطنی سے جب حاکم اور ابن مندہ (21A) المتوفی 395ھ/1010ء (حاکم کے ہمعصر، ایک بلند پایہ محدث) کے حفظ کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا ابن بیع حافظہ میں زیادہ مستند اور اتقن ہیں۔

اس موقع پر حفظ حدیث کے متعلق ایک واقعہ کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

ابوالفضل الھمدانی جو ایک مشہور ادیب تھے اور بلا کا حافظہ رکھتے تھے نیشاپور آئے، آپ سو اشعار ایک دفعہ سن کر آخر سے اول سنا دیا کرتے تھے۔ اس لئے ماہرین کی اصطلاح "الحافظ فی الحدیث" کو تحقیر کی نظر سے دیکھتے تھے۔ ایک دن بھرے مجمع میں یہ کہہ ڈالا کہ حفظ حدیث کونسا مشکل کام ہے؟ اس کی اطلاع جب امام حاکم کو ملی تو آپ نے حدیث کا ایک جزء ھمدانی کو بھجوایا اور فرمایا اسے ایک ہفتہ میں یاد کر کے دکھاؤ۔ سات دن گزرنے کے بعد ھمدانی نے وہ مجموعہ یہ کہہ کر واپس بھجوایا کہ اسے کون یاد کرسکتا ہے محمد بن فلان و جعفر بن فلان عن فلان۔ یعنی نام مختلف ہیں لیکن الفاظ ملتے جلتے۔ اس پر حاکم نے جواباً فرمایا کہ اب آپ کو علم ہوگیا ہوگا کہ حفظ حدیث، حفظ اشعار کی نسبت زیادہ مشقت طلب امر ہے۔ اسی طرح ابوالحسین الحجاجی المتوفی 368ھ/983ء کے ایک شاگرد کی روایت ہے کہ میں نے ایک دن ابوالحسین کے نام کے ساتھ "الحافظ" کے لقب کا اضافہ کیا تو آپ نے مجھ سے قلم لے کر اسے مٹا دیا اور فرمایا "میں کب حافظ کہلانے کا مستحق ہوں؟ ابن بیع کا حافظ مجھ سے بہتر ہے اور ان سے پہلے یہ لقب دارقطنی کے شایان شان تھا۔

نیکی اور تقویٰ

امام موصوف زہد و اتقاء میں بھی ممتاز تھے علامہ ابن کثیر کا بیان ہے

"حاکم متدین، امین، صاحب ورع اور اللہ کی جانب مائل و متوجہ رہتے تھے"۔

شاید اسی نیکی کی وجہ سے دارقطنی امام حاکم کی خاص عزت کیا کرتے تھے۔ علامہ ذہبی لکھتے ہیں کہ:

"ایک روز امام حاکم اپنے استاد دارقطنی کے ہاں حدیث پڑھ رہے تھے، اور مجلس میں بڑے بڑے ماہرین فن بھی جلوہ افروز تھے کہ کسی شاگرد نے حاکم پر اعتراض کیا تو امام دارقطنی نے اسے روک دیا اور فرمایا:

"ہم نے کبھی کسی انسان کو اتنی کم عمری میں اتنے بلند مرتبہ پر فائز نہیں دیکھا۔ بلکہ میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ حاکم کا ہم عصر ہونا ہزار محدثین کے ہم عصر ہونے جیسا ہے"۔

جرح و تعدیل میں مقام

امام صاحب موصوف جرح و تعدیل کے فن میں بھی خاص ملکہ و مہارت رکھتے تھے۔ چنانچہ مورخین لکھتے ہیں کہ حاکم کے ہم عصر نامور محدثین اور مشاہیر علم، فن جرح و تعدیل کے معاملہ میں آپ کی رائے کو حرف آخر سمجھتے تھے۔

معاشرتی خدمات

359ھ/974ء میں امام حاکم عہدہ قضاء پر متمکن ہوئے۔ بعض مورخین نے نسأ جبکہ اکثر نے آپ کو نیشاپور کا قاضی بتایا ہے۔ جو اس زمانے میں دولت سامانیہ کے ماتحت تھا، امراء و حکام امام صاحب پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔ امیر ابوالحسن آپ سے مشورے لیا کرتا تھا اور بنی بویہ کے پاس سفارت کیلئے بھیجتا تھا۔ امام صاحب محکمہ قضاء کے فرائض سے اس قدر خوش اسلوبی سے عہدہ برآ ہوئے کہ دوبارہ آپ کو جرجان کا عہدۂ قضا پیش کیا گیا لیکن آپ نے معذرت کرلی۔

وفات

امام حاکم نے 405ھ/1014ء ماہ صفر میں بعمر 85 برس اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔

علامہ ابن سبکی رقمطراز ہیں:

"واتفاق العلماء علی انہ من اعلم الائمۃ الذین حفظ اللہ بھم ھذا الدین" کہ امام موصوف "ان ائمہ اعلام میں سے تھے جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین مبین کی حفاظت کا کام لیا"۔

تصنیفات

امام ابوعبداللہ کی تصنیفات کمیت و کیفیت دونوں اعتبار سے بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔

علامہ ابن خلدون کا بیان ملاحظہ ہو:

یعنی علوم حدیث میں لوگوں نے متعدد کتابیں لکھیں ہیں لیکن اس فن کے یگانہ روزگار ائمہ اور علماء فحول میں ابوعبداللہ حاکم ہیں۔ انہوں نے اس فن کو باقاعدہ مرتب و مہذب کیا اور اس کے محاسن اچھی طرح نمایاں کئے۔

امام حاکم کا اپنا بیان ہے کہ "میں چشمۂ زمزم سے پانی پی کر اللہ تعالیٰ سے حسن تصنیف کا خواستگار ہوا تھا"۔

سعد بن علی سے چار ہمعصر محدثین یعنی بغداد میں دارقطنی، مصر میں عبدالغنی، اصفہان میں ابن مندہ اور نیشاپور میں حاکم کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے چاروں کی جدا جدا خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا: "ان سب میں حاکم بہترین مصنف تھے"۔ امام مذکور کی تصنیفات کی تعداد 1500 جزء تک بتائی جاتی ہے۔

جن میں سے اکثر معدوم اور ناپید ہو چکی ہیں۔ دستیاب کتب میں سے چند ایک کا مختصر تعارف پیش خدمت ہے۔

1۔ کتاب العلل

اس کتاب میں اسناد کے نقائص سمجھنے پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ علل میں امام مسلم اور دارقطنی کی کتابیں اہم سمجھی جاتی ہیں حاکم کی کتاب کا نام بھی ان کے ساتھ ہی لیا جاتا ہے۔

2۔ مزکی الاخبار

حاکم خود اس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

اس میں راویوں کے دس طبقوں کا ذکر ہے، ہر طبقہ میں ایک دور کے چار بلند پایہ رواۃ شامل کئے گئے ہیں، اس طرح کل چالیس راویان حدیث کا اس میں ذکر ملتا ہے۔

3۔ تاریخ نیشاپور

حاکم اس کتاب کی وجہ تالیف بیان کرتے

ہوئے فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ہر مرکز علم کی تاریخ وہاں کے کسی عالم نے لکھی ہے، لیکن نیشاپور کی تاریخ لکھنے کی طرف کسی نے التفات نہیں کیا، حالانکہ یہاں بکثرت علماء ہیں۔ سو میں نے اس کام کے لئے کمر باندھی۔ یہ بڑی ضخیم کتاب ہے۔ بیہقی نے اس کی ضخامت 12 جزء بتائی ہے۔ اس میں 380ھ/995ء تک نیشاپور میں رہنے والے نامور لوگوں کے حالات حروف تہجی کے اعتبار سے درج ہیں۔ علامہ ابن سبکی لکھتے ہیں حاکم کے اس عظیم الشان کارنامے کے سامنے نامور محدثین اور فقہاء کو سرنگوں ہو جانا پڑا، جو اس کا بغور مطالعہ کرے گا اسے حاکم کے گوناگوں کمالات اور مختلف علوم میں جامعیت کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔ ابوالفضل الھمذانی کا قول ہے کہ میرے نیشاپور سفر کرنے کی وجوہات میں سے ایک وجہ حاکم کی اس تاریخ کو دیکھنا بھی تھا۔

4۔ معرفۃ علوم الحدیث

یہ علم حدیث پر ایک مفید کتاب ہے، امام حاکم کو اپنے زمانے میں شائع شدہ بدعتوں کی کثرت، سنن سے ناواقفیت اور ضبط حدیث میں لاپرواہی کی وجہ سے اس کتاب کی تالیف کا خیال ہوا۔ آپ کے بعد خطیب بغدادی اور علامہ ابن صلاح نے بھی اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں، لیکن حاکم کا شرف وتقدم مسلم ہے۔

صاحب کشف الظنون لکھتے ہیں:۔

’’اس فن کی جانب سب سے پہلے ابوعبداللہ الحاکم نے اعتناء کیا۔

ان کے بعد ابن صلاح نے علوم الحدیث کے نام سے بڑی اہم کتاب لکھی ہے، جو مقدمہ ابن صلاح کے نام سے مشہور ہے۔ لیکن حاکم کی حیثیت متقدم ومتبوع کی ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ ابن صلاح نے اپنی کتاب میں اکثر باتیں حاکم کے حوالہ سے لکھی ہیں‘‘۔

5۔ المستدرك على الصحيحين

یہ امام حاکم کی سب سے مشہور اور شہرہ آفاق کتاب ہے۔ حدیث کی اصطلاح میں مستدرک ایسی کتاب ہے جس میں اُن حدیثوں کو درج کیا جاتا ہے جو حدیث کی کسی اور کتاب کی شرائط کے مطابق ہونے کے باوجود اس میں درج ہونے سے رہ گئی ہوں۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے امام حاکم کی یہ کتاب صحیح بخاری اور صحیح مسلم پر مستدرک ہے۔

وجہ تالیف

امام حاکم فرماتے ہیں کہ

’’ہمارے زمانے کے بعض مبتدعین اعتراض کرتے ہیں کہ صحیح احادیث کی تعداد دس ہزار سے زیادہ نہیں۔ اس صورتحال کے پیش نظر اس شہر کے مشاہیر اہل علم نے مجھ سے خواہش کی کہ میں ایک کتاب مرتب کروں، جو ایسی احادیث پر مشتمل ہو جنہیں شیخین نے صحیح اور قابل احتجاج قرار دیا ہو‘‘۔

مستدرک کا مقام

مستدرک امام حاکم کا شمار حدیث کی مشہور اور اہم کتابوں میں ہوتا ہے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دھلویؒ نے اسے مسند دارمی (255ھ/ 871ء)، سنن دارقطنی (385ھ/1000ء)، مسند ابوداؤد الطیالسی (204ھ/ 820ء) اور مصنف ابن ابی شیبہ (235ھ/852ء) جیسی بلند پایہ کتابوں کے ہم پلہ قرار دیا ہے۔ علامہ ابن صلاح اور حافظ نووی نے صحاح ستہ کے بعد جن کتابوں کو مفید اور قابل اعتماد قرار دیا ہے ان میں امام دارقطنی کی سنن کے بعد دوسرا نام مستدرک کا ہی لیا ہے۔

مستدرک کی حدیثوں کی نوعیت

مستدرک میں مندرجہ ذیل معیار کے مطابق احادیث جمع کی گئی ہیں۔

1۔ شیخین کی ان متروک حدیثوں کو جو ان کے معیار کے مطابق ہیں جمع کیا گیا ہے۔

2۔ دونوں بزرگوں میں سے صرف ایک کی شرائط کے مطابق متروک احادیث کو بھی لکھا گیا ہے۔

3۔ مستدرک میں ایسی احادیث بھی شامل ہیں جو صحیحین کے اصول وشرائط کے مطابق تو نہیں لیکن امام حاکم کی تحقیق میں صحیح ہیں۔

4۔ مستدرک میں ایسی احادیث بھی شامل کی گئی ہیں جو صحیح تو نہیں لیکن انہیں شواھد ومتابعات کی حیثیت سے نقل کیا گیا ہے۔

5۔ پھر ایک اصل یہ مدنظر رکھا گیا ہے کہ حلال وحرام کے متعلق احادیث جمع کرنے میں سختی برتی گئی ہے، جبکہ فضائل اعمال میں زیادہ سختی سے کام نہیں لیا گیا۔

تحقیق وتفحص

انہی اصول وضوابط کو مدنظر رکھتے ہوئے امام حاکم نے مستدرک کی تالیف کی ہے۔ اس سلسلے میں امام صاحب نے جس قدر محنت اور چھان پھٹک کی ہے، اس کی ایک مثال پیش خدمت ہے۔ آپ خود تحریر فرماتے ہیں کہ

’’میں نے مشہور حدیث من سئل عن علم فکتمہ جیئی بہ یوم القیامۃ و قد الجم بلجام من نار کے متعلق امام دارقطنی سے دریافت کیا کہ کیا عطاء (جو اس حدیث کے راوی ہیں) کی متعدد اسناد میں سے کوئی درست بھی ہے؟ تو فرمایا نہیں، میں نے وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ عطاء نے حضرت ابوھریرۃؓ سے سماع نہیں کیا۔ لیکن جب میں نے اس کی مزید تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ بہت سے مورخین نے حضرت ابوھریرۃؓ سے عطاء کے سماع کی توثیق کی ہے۔ اس سے حدیث کا سقم دور ہو گیا۔ میری اس کاوش کو امام دارقطنی نے بھی پسند فرمایا اور وہ میرے معترف وہمنوا ہو گئے‘‘۔

مستدرک کی خصوصیات

(ا) امام حاکم نے مستدرک کی ترتیب وتبویب میں بعض مقامات میں جدت واختراع سے بھی کام لیا ہے۔ اس سے بھی ان کی محنت اور جانفشانی کا اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً کتاب المناقب میں خلفاء راشدین کے مناقب بیان کرنے کے بعد دیگر صحابہ کے فضائل ان کی تاریخ وفات کے اعتبار سے درج کئے ہیں۔ اور مناقب کے ساتھ ساتھ صحابہ کے مختصر حالات بھی تحریر کئے ہیں۔

(ب) مستدرک کے ذریعے صحیحین کے متعلق بعض مفید معلومات ملتی ہیں جیسے کہ ایک حدیث کو نقل کر کے امام حاکم لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے راوی ’’یوسف بن ابی بردہ‘‘ کو شیخین نے محض اس لئے ترک کر دیا ہے کہ وہ قلیل الروایت ہیں ورنہ راوی پر کسی نے بھی کوئی جرح نہیں کی۔

(ج) مستدرک میں درج اکثر احادیث کے مراجع اور مصادر کی نشاندہی بھی کی گئی ہے۔

(د) بعض ابواب ومضامین کی احادیث کو جمع کرنے میں امام حاکم نے بڑا اہتمام کیا ہے اس لئے مستدرک میں بکثرت ایسی روایات ملتی ہیں جن سے دوسری کتب حدیث خالی ہیں۔

مستدرک کی تلخیصات

علامہ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی المتوفی 748ھ/1359ء نے مستدرک کی تلخیص لکھی ہے جو بہت مشہور ہے اور مستدرک کے حاشیہ پر چھپ چکی ہے۔ اس میں انہوں نے احادیث واسناد کو مختصر کرنے کے ساتھ ساتھ امام حاکم پر تنقید بھی کی ہے۔ اس کے علاوہ علامہ جلال الدین السیوطی المتوفی 911ھ / 1521ء نے بھی مستدرک کی تلخیص لکھی ہے جس کا نام توضیح المدرک فی تصحیح المستدرک ہے یہ ایک جلد میں نامکمل ہی رہ گئی۔

مستدرک پر ہونے والا ایک اعتراض اور اس کا جائزہ

علمائے فن اعتراض کرتے ہیں کہ حاکم نے مستدرک میں بکثرت ایسی روایات جمع کر دی ہیں جو صحیحین کی شرائط کے مطابق نہیں۔ اس سلسلہ میں ابراہیم بن محمد کا یہ قول اکثر کتابوں میں ملتا ہے کہ:

’’حاکم نے مستدرک میں بہت سی ایسی احادیث جمع کر دیں جن کے بارے میں گو ان کا خیال ہے کہ وہ شیخین کی حدیثوں کی طرح صحیح ہیں جیسے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ اور حدیث طیر۔ لیکن علماء کبار نے حاکم کو غلط ٹھہرایا‘‘۔

علامہ الذہبی جنہوں نے مستدرک کی تلخیص کی ہے لکھتے ہیں کہ:

’’مستدرک میں تقریباً نصف احادیث صحیحین یا کسی ایک کی شرط کے مطابق ہیں۔ ایک چوتھائی حصہ احادیث وہ ہیں جو شیخین کی شرائط کے مطابق تو نہیں لیکن صحیح ہیں۔ باقی ایک چوتھائی ضعیف، منکر بلکہ موضوع تک احادیث پر مشتمل ہیں‘‘۔

اس مسئلہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بڑی عمدہ توجیہہ کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

’’میں نے جب مستدرک کا تتبع اور چھان بین کی تو معلوم ہوا کہ ایک حیثیت سے حاکم کا بیان صحیح ہے لیکن دوسری حیثیت سے نہیں۔ مستدرک میں ایسی حدیثیں ہیں جو شیخین کے رجال سے مروی ہیں۔ اس پہلو سے حاکم کا استدراک درست ہے لیکن دوسرے پہلو سے نہیں۔ کیونکہ شیخین اسی حدیث کا ذکر کرتے ہیں جس پر ان کے اساتذہ نے نقد وجرح کر کے اجماع کر لیا ہو لیکن مستدرک میں ایسا نہیں۔ اسی حیثیت سے شیخین اور حاکم کے ہاں فرق پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

علامہ ابن حجر اس بارے میں فرماتے ہیں:

’’حاکم کا درجہ ومرتبہ نہایت بلند ہے وہ کسی طرح بھی ضعفاء میں شمار کئے جانے کے مستحق نہیں۔ ان کی جانب سے یہ معذرت کی جائے گی کہ مستدرک ان کے آخر عمر کی تصنیف ہے اور اس وقت ان پر ذہول ونسیان بھی طاری رہتا تھا۔ نتیجتاً بعض راویوں سے جنہیں وہ خود بھی ضعیف قرار دے چکے ہیں روایات مستدرک میں راہ پا گئی ہیں‘‘۔

صاحب کشف الظنون نے علامہ ابن حجر کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ

’’امام حاکم نے ابھی کتاب کا مسودہ ہی تیار کروایا تھا کہ موت نے آلیا۔ اس لئے مستدرک کی تنقیح نہ ہو سکی۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ مستدرک جس کی ضخامت 6 جزء ہے مجھے اس میں سے صرف ڈیڑھ جزء امام حاکم کے ہاتھ کا لکھا ہوا ملا ہے۔ باقی ساڑھے چار جزء ان سے اجازتاً روایت کیا گیا ہے‘‘۔

علامہ محمد بن جعفر الکتانی نے بھی اس کی تصدیق کی ہے اور فرمایا ہے کہ

’’ابن حجر کا قول درست معلوم ہوتا ہے کیونکہ پہلے ڈیڑھ جزء میں باقی حصہ کی نسبت بہت کم ضعیف اور موضوع روایات ہیں‘‘۔ اس موقع پر یہ امر ملحوظ خاطر رہنا چاہئے کہ مستدرک میں موضوع احادیث کی تعداد بہت ہی کم ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ حافظ ابن جوزی نے اپنی ایک تصنیف میں مستدرک کی ساٹھ احادیث کو موضوع قرار دیا ہے، لیکن ان میں سے اکثر کو محدثین نے تسلیم نہیں کیا۔ رہی ضعیف حدیثیں تو ان کے متعلق یہ مسلمہ امر ہے کہ ’’صحیحین کے علاوہ کوئی بھی کتاب ضعیف

احادیث سے خالی نہیں۔ لیکن مستدرک کا حجم زیادہ ہونے کی وجہ سے اس میں ضعیف روایات کی تعداد زیادہ معلوم ہوتی ہے"۔

امام حاکم پر ایک اعتراض کا جائزہ

امام حاکم پر شیعہ ہونے کا اعتراض لگایا جاتا ہے۔

اس کے ثبوت میں ابراہیم بن محمد کا وہی قول نقل کرتے ہیں کہ امام حاکم نے مستدرک میں ''من کنت مولاہ فعلی مولاہ'' اور حدیث طیر درج کی ہے۔

علامہ ابن سبکی نے اس موضوع پر بڑی عمدہ بحث کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: کہ امام حاکم کے سارے اساتذہ بڑے راسخ العقیدہ اہل سنت تھے اور انہی سے آپ کا میل جول رہتا تھا۔ پھر یہ کہ حاکم نے اپنی تاریخ میں اہل سنت بزرگوں کی کماحقہ تعظیم کی ہے، نیز یہ کہ حاکم مذہب کلام کے اعتبار سے اشعری تھے اور اشاعرہ کا شیعہ عقائد سے تبراء سب پر ظاہر وعیاں ہے، ان سب باتوں سے حاکم پر لگنے والے الزام تشیع کی نفی ہوتی ہے۔

باقی رہی یہ بات کہ انہوں نے یہ حدیث ''من کنت مولاہ'' مستدرک میں لکھی ہے تو یہ حدیث سنن ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی درج ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ امام نسائی نے ایک مستقل کتاب ''خصائص امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ'' تحریر کی ہے۔ جس میں انہوں نے مذکورہ بالا حدیث آٹھ مختلف سندوں سے لکھی ہے۔ نیز علامہ الذہبی لکھتے ہیں کہ

''واما حدیث من کنت مولاہ فلہ طرق جیدة وقد افردت ذلک ایضاً''

یعنی یہ حدیث عمدہ اسناد سے مروی ہے اسی لئے میں نے اس پر الگ سے ایک رسالہ لکھا ہے۔

دوسری جگہ علامہ الذہبی لکھتے ہیں:

''حدیث صحیح بشواھدہ''۔

علامہ اسماعیل بن محمد اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اسے تیس صحابہ نے مختلف الفاظ سے روایت کیا ہے پس یہ حدیث متواتر یا مشہور کا درجہ رکھتی ہے۔ پھر یہ کہ اسی سے ملتی جلتی ایک حدیث امام مسلم نے بھی لکھی ہے۔

اگر محض حدیث ''من کنت مولاہ'' درج کرنے سے شیعہ ہونے کا فتویٰ لگانا درست ہے تو پھر امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ بھی اس فتویٰ کی زد میں آتے ہیں۔ یہی قصہ حدیث طیر کا ہے۔ امام حاکم کی طرح اسے بھی امام ترمذی نے نقل کیا ہے۔ بلکہ حدیث طیر کے بارے میں یہ روایت بھی ملتی ہے کہ امام حاکم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اسے ضعیف قرار دیا۔

الغرض امام حاکم ایک راسخ العقیدہ اہل سنت بزرگ تھے جس کا ثبوت خود ان کی کتابوں سے بھی ملتا ہے۔ مثلاً اپنی کتاب ''الاربعین'' میں آپ نے خلفائے ثلاثہ کی فضیلت کا باب باندھا ہے اسی طرح مستدرک میں بھی خلفائے راشدین کے فضائل کا ذکر صحیح ترتیب سے کیا ہے۔

اور ترتیب میں فضائل کو مدنظر رکھا ہے حالانکہ موقع تھا کہ حضرت علیؓ کو حضرت عمرؓ اور عثمانؓ پر قبول اسلام کے زمانہ کے لحاظ سے فضیلت دیتے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

احمدیہ علم کلام میں مستدرک کی اہمیت

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود نے اپنی کتب میں مستدرک امام حاکم کا دس مرتبہ ذکر فرمایا ہے اور پانچ احادیث کا حوالہ دیا ہے۔ جس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

1۔ لا مھدی الا عیسی۔

اس حدیث کو چار مقامات پر مستدرک حاکم کے حوالہ سے پیش فرمایا ہے۔

2۔ ان عیسی ابن مریم عاش عشرین ومئة سنة۔

اس حدیث کو دو مرتبہ ذکر فرمایا ہے۔

اور باقی تین احادیث کا ذکر مستدرک کے حوالہ سے ایک ایک مرتبہ کیا ہے۔

3۔ اس امت کے لئے ہر صدی کے سر پر ایک مجدد پیدا ہوگا۔

4۔ مہدی موعود عدل اور انصاف سے زمین کو پر کرے گا۔

5۔ مسیح موعود کے وقت میں لوگ حج سے روکے جائیں گے۔

قصہ مختصر یہ کہ امام حاکم کو یہ شرف حاصل ہوا ہے کہ اس زمانہ کے حکم وعدل نے ان کی کتاب سے احادیث نقل کی ہیں۔

نجات اللہ تعالیٰ کے فضل سے ملتی ہے

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ نجات اس کے فضل سے ملتی ہے اور اسی کا فضل ہے جو اعمال صالحہ کی توفیق دی جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کا فضل دعا سے حاصل ہوتا ہے لیکن وہ دعا جو اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے وہ بھی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی۔ انسان کا ذاتی اختیار نہیں کہ وہ دعا کے تمام لوازمات اور شرائط محویت توکل تبتل سوز و گداز وغیرہ کو خود بخود مہیا کرے جب اس قسم کی دعا کی توفیق کسی کو ملتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی جاذب ہو کر ان تمام شرائط اور لوازم کو حاصل کرتی ہے جو اعمال صالحہ کی روح ہیں ہمارا نجات کے متعلق یہی مذہب ہے۔ (ملفوظات جلد سوم ص 388)

رانا مبارک احمد صاحب کے جواں سال بیٹے عطاء النور رانا کی قبر دیکھ کر

مٹی کی ڈھیری

عطاء النور رانا سا جواں مٹی کی ڈھیری ہے
زمیں پر اب ترا واحد نشاں مٹی کی ڈھیری ہے

خزینہ تھا مرا انمول جو مخفی ہے مٹی میں
سو میرے واسطے جنسِ گراں مٹی کی ڈھیری ہے

مرے جذبات قابو میں نہیں رہتے مرے بیٹے
میں جب سوچوں کہ اب تو جانِ جاں مٹی کی ڈھیری ہے

تجھے تو گرد سے نفرت تھی عادت تھی صفائی کی
کہاں بیٹے ترے شایان شاں مٹی کی ڈھیری ہے

کیا کرتا ہوں تیری قبر پر اشکوں سے چھڑکاؤ
مجھے کرتی بہت گریہ کناں مٹی کی ڈھیری ہے

کہوں حالِ دلِ بیتاب گر تو سن سکے بیٹے
مگر سنتی کہاں شورِ فغاں مٹی کی ڈھیری ہے

تری یادوں کی میرے صحن دل میں قبر ہے پیارے
کھنڈر کی شکل یہ خالی مکاں مٹی کی ڈھیری ہے

مرے پیارے مرے لختِ جگر تو جب سے بچھڑا ہے
مری نظروں میں تب سے یہ جہاں مٹی کی ڈھیری ہے

گلے تجھ کو لگانے کو مری بانہیں ترستی ہیں
مگر حائل ہمارے درمیاں مٹی کی ڈھیری ہے

کیا کرتی ہے تیری قبر مجھ سے گفتگو پہروں
کہا کرتی بہت کچھ، بے زباں مٹی کی ڈھیری ہے

بشر کی ابتدا مٹی بشر کی انتہاء مٹی
بشر کا جسم ہے اک خاکداں، مٹی کی ڈھیری ہے

لحد میں تجھ کو پیارے اپنے ہاتھوں سے اُتارا ہے
محبت میں کڑا اک امتحاں مٹی کی ڈھیری ہے

دکھوں کے بوجھ سہہ کر بھی یہ دل مضبوط تھا میرا
پہ کرتی دل کو بے کس ناتواں مٹی کی ڈھیری ہے

محبت پھونکتی ہے روح ان بے جان لفظوں میں
وگرنہ میرا اندازِ بیاں مٹی کی ڈھیری ہے

بسیرا جنت الفردوس میں تو نے کیا جا کر
مگر عرشی یہاں تیرا نشاں مٹی کی ڈھیری ہے

ارشاد عرشی ملک

مکرم رانا عبدالرزاق خان صاحب

محترم عبدالرشید خان صاحب مرحوم آف خوشاب شہر

محترم عبدالرشید خان صاحب ابن مولوی عبدالکریم خان صاحب 1933ء کو شہر خوشاب میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق پٹھان فیملی سے تھا۔ آپ کی ولادت سے چند سال پہلے آپ کے والد محترم سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے تھے اور خوشاب شہر میں جماعت قائم ہوئی۔ مولوی عبدالکریم خان پیشے کے لحاظ سے پرائمری سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے۔ خود حافظ قرآن تھے اور امامت بھی کراتے تھے۔ کچھ عرصہ تو سب احمدی اور غیراز جماعت لوگ ایک ہی مسجد میں الگ الگ باجماعت نمازیں ادا کرتے رہے۔ مگر 1934ء میں جب احرار کے فتنے نے زور پکڑا تو آخر کار زورآور طبقے نے احمدیوں کو عین جمعہ کے وقت مسجد سے نکال دیا۔ مقامی جماعت نے کورٹ میں جانے کا ارادہ کیا اور حضرت مصلح موعود کی خدمت میں ساری صورتحال لکھ دی جس پر حضور نے ایسا کرنے سے جماعت خوشاب کو منع فرما دیا۔ فرمایا اس جھگڑے میں نہ پڑیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور جگہ دے دے گا۔ حضور کا خط آنے کے بعد مولوی صاحب نے اسی مسجد کے ساتھ ملحق زمین پیش کر دی۔ جس پر آج تک احمدیہ بیت الذکر اور ان کے بھائی عبدالرحیم خان صاحب کے گھر میں مربی ہاؤس قائم ہے۔

مولوی عبدالکریم خان صاحب کے سات لڑکے تھے۔ جن میں سے ایک لڑکا بچپن میں ہی وفات پا گیا تھا۔ باقی چھ نے لمبی عمر پائی۔ ایک کے علاوہ باقی سب صاحب اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے سبھی خلافت سے وابستہ ہیں۔ محترم عبدالرشید خان صاحب نے 10/اپریل 2010ء کو ربوہ میں وفات پائی۔ آپ پٹواری سے گرداور ہوئے اور پھر تحصیلدار تک ترقی کی اور ہمیشہ نہایت دیانتداری کے ساتھ اپنی پیشہ ورانہ خدمات انجام دیں۔ اس لئے غیر متعصب افسران انہیں بہت پسند کرتے تھے۔ آپ محلّہ دارالعلوم وسطی ربوہ کے صدر جماعت بھی رہے۔ نیز مضافاتی کمیٹی صدر عمومی ربوہ کے ممبر بھی تھے۔ نہایت صلح جُو، متقی، تہجد گزار، نمازوں کے پابند اور باقاعدہ تلاوت قرآن کریم کرنے والے، نیک اور ہمدرد انسان تھے اور موصی تھے۔

محترم عبدالرشید خان صاحب کے بچپن کے ساتھی اور ہم عمر، ہم جماعت، سکول فیلو، محلّہ دار، رانا عطاء اللہ صاحب پٹواری مال آپ کی یادوں کو کھنگالتے ہوئے فرماتے ہیں۔

محترم عبدالرشید خان صاحب میرے ہم عمر تھے۔ ہم اکٹھے ہی بچپن میں پڑھے اور کھیلے۔ ایک ہی دن پرائمری سکول میں داخل ہوئے۔ اور اس کے بعد ایک ہی دن ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ ہمارے ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر مختار صادق صاحب تھے۔ ان دنوں اردو کے مقابلے پر سائنس کے مضامین ہوتے تھے۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے کہا کہ آپ کو سائنس لینی ہوگی۔ جبکہ اس کی فیس بھی زائد تھی۔ خاکسار، رانا عطاء اللہ، بشیر احمد اور عبدالرشید، چوتھا ایک غیر احمدی محمد رشید تھا ہم سب لائق طلباء میں سے تھے۔ اس لئے ہیڈ ماسٹر مختار صادق صاحب نے ہمیں دفتر میں بلا کر کہا۔ کہ تم لائق طلباء میں سے ہو۔ جو اس وقت سائنس کے طلباء ہیں وہ نالائق ہیں۔ اس لئے تمہیں سائنس لینی ہوگی کتب وغیرہ میں لے دوں گا اور فیس بھی معاف کر دوں گا۔ باقی سکول کے وقت کے بعد بھی پڑھایا کروں گا۔ نویں جماعت کی کمی تم خود پوری کر لو گے۔ ہم نے رات دن محنت کی اور اللہ کے فضل سے چاروں پاس ہو گئے۔ عبدالرشید خان صاحب کبڈی کھیلتے تھے اور ٹانگ پکڑنے میں بہت ماہر تھے۔ جس کی ٹانگ پکڑ لیتے تھے پھر اس کو جانے نہ دیتے تھے۔ اس لئے ہر کھلاڑی ان سے بہت گھبراتا تھا۔ دراصل وہ بہت ہشیاری اور برق رفتاری سے یہ کام کرتے تھے۔ کہ کھلاڑی کو پتہ ہی نہ لگتا تھا۔ جب وہ اس پر جھپٹتے تھے۔ سب کھلاڑی خان صاحب سے گھبراتے تھے۔

ہم دونوں نے ہائی سکول خوشاب سے 1949ء میں میٹرک کیا۔ خان صاحب نے فرسٹ ڈویژن لی اور بندہ نے سیکنڈ۔ ان کی بینائی بچپن میں ہی قدرے کمزور تھی۔ وہ بچپن سے ہی عینک پہنا کرتے تھے چونکہ ان کے ایک چچا مکرم عبدالرحیم خان جو بعد میں محترم عبدالرشید خان صاحب کے سسر بنے۔ وہ محکمہ مال میں اعلیٰ افسر یعنی صدر قانون گو تھے۔ ہمارا ابھی میٹرک کا رزلٹ آنے میں کچھ دیر تھی۔ کہ انہوں نے ہم دونوں کو پٹوار سکول شاہ پور صدر میں داخل کروا دیا۔ یہ بھی محترم عبدالرشید خان صاحب کا مجھ پر احسان تھا کہ انٹرویو والے دن خان صاحب مجھے اپنے ساتھ لے گئے۔ ان کے چچا جان کے تعلقات افسران مال ملک عطا محمد بندیال کے ساتھ اچھے تھے۔ انہوں نے ہم دونوں کو بھرتی کرا دیا۔ 1950ء میں پانچ ماہ کی ٹریننگ کے بعد محکمہ نے مجھے پٹواری رکھ لیا اور محترم عبدالرشید خان صاحب کو تحصیلدار کا ریڈر رکھ لیا۔ ہماری پہلی تعیناتی میانوالی شہر ہوئی۔

محترم عبدالرشید خان صاحب کو ان کے والدین کی یہ تاکید تھی کہ جہاں بھی جاؤ۔ وہاں پہلے اپنی جماعت کے احباب کا پتہ کرنا۔ تاکہ آپ کا جماعت کے ساتھ رابطہ رہے۔ لہٰذا ہم نے اسی قاعدہ پر عمل کیا۔ ہمیں ایک بھیرہ کے احمدی دکاندار قریشی عبدالرحیم صاحب مل گئے۔ جن کی دکان تھی۔ انہوں نے ہمیں ملک شمشیر علی خاں تحصیلدار کا گھر بتایا جن کا تعلق پنڈ دادن خان سے تھا۔ ان کا گھر نماز سنٹر تھا اور اس طرح ہمیں نماز باجماعت کی سہولت اور راہنمائی ملتی رہی۔ ہم دونوں جب کہیں ملتے۔ اکٹھے نماز پڑھتے۔ امامت ان کے ذمہ تھی۔ ان دنوں خلیفہ وقت کو خط لکھنے کی عادت مجھے محترم عبدالرشید خان صاحب نے ڈالی۔ یہ بہت ہی محنتی اور با اخلاق انسان تھے۔ اپنے فرض منصبی کو بہت ہی ذمہ داری سے سرانجام دیا کرتے تھے۔ بعد ازاں یہ ترقی کرتے کرتے گرداور اور پھر نائب تحصیلدار ہوئے۔ بندہ صدر انجمن پٹواریان بن گیا۔ اس موقع پر محترم عبدالرشید خان صاحب نے مجھے کہا تھا کہ حسد کی وجہ سے سارے افسران تمہارے خلاف ہو جائیں گے۔ یہ بات ان کی صحیح ثابت ہوئی۔ واقعی افسران میرے پیچھے پڑ گئے اور واقعی میری ترقی میں رکاوٹ بنے رہے۔ میری ترقی تو ہوتی رہی۔ گرداور اور نائب تحصیلدار بھی بنا مگر عارضی۔ کسی نہ کسی ہڑتال کروانے کے بعد تنزلی ہو جاتی۔ مگر محترم عبدالرشید خان صاحب نے بہت ہی استقلال سے دیانتداری کے ساتھ ملازمت کی اور کامیاب و کامران ٹھہرے۔

جب میری شادی ہوئی تو محترم عبدالرشید خان صاحب میرے سروالے بنے۔ جو کہ دولہے کا ساتھی ہوتا ہے۔

غرضیکہ محترم عبدالرشید خان صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ زندگی بھر میرا ان سے تعلق رہا۔ انہوں نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا بہت خیال رکھا۔ والدین اور عزیز و اقارب کی اطاعت و احترام ان کا شیوہ تھا۔ اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر بھی آپ نے بہت توجہ دی اور بعد از ریٹائرمنٹ مرکز سلسلہ میں اپنا مکان تعمیر کروایا اور پھر وہیں کے ہو رہے۔ وہاں بھی بطور صدر محلّہ اور کئی عہدوں پر رہ کر حق خدمت ادا کرتے رہے۔ خلافت سے عشق انہیں بچپن سے تھا۔ نیک والدین کی تربیت کا اثر تھا۔ آپ نے نیکیوں سے بھرپور زندگی گزاری۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو خلافت سے وابستہ رکھے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

نظامِ خلافت

کتنے خوش بخت ہیں ہم کیسا حسیں ہے یہ نظام
جلوہ افروز سدا رہتا ہے اک ماہِ تمام

نور و محمود ملے ناصر و طاہر بھی ملے
منبعِ جود و کرم تھے یہ بزرگان کرام

ایک سے ایک ملا گوہر نایاب ہمیں
آج مہدی کی جماعت کا ہے ''مسرور'' امام

ابن منصور رہے تیری پنہ میں یا رب
ہے بصد عجز دعاگو ترا ناچیز غلام

تا ابد شمعِ خلافت رہے روشن شبیرؔ
غلبۂ دینِ محمدؐ کا ہے ضامن یہ نظام

شبیر احمد

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

سٹڈی ٹور برائے طلباء سوشل سائنسز

جرمنی اکیڈمی ایکسچینج سروس (DAAD) نے پاکستانی طلباء کیلئے سٹڈی ٹور کا اہتمام کیا ہے۔ تا کہ طلباء جرمن یونیورسٹیوں کا تفصیل سے (Visit) کرسکیں نیز جرمن طلباء سے ملاقات کر سکیں۔

اہلیت

وہ طلباء جو کہ سوشل سائنسز میں بیچلر کر رہے ہیں اور تیسرے سال میں ہیں اور وہ طلباء جو سوشل سائنسز میں ایم اے، ایم ایس سی کر رہے ہیں اور سال اول کے طلباء ہیں اپلائی کر سکتے ہیں۔ مزید معلومات کیلئے درج ذیل ویب سائٹ وزٹ کریں۔

www.ic.dad.de/islamabad

فون نمبر: 051-2656382

(نظارت تعلیم)

نکاح

مکرمہ طاہرہ خان صاحبہ صدر لجنہ فیکٹری ایریا احمد ربوہ تحریر کرتی ہیں۔

میرے بیٹے مکرم وحید احمد خان صاحب ابن مکرم حمید احمد خان صاحب فیکٹری ایریا احمد ربوہ کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرمہ سدرہ سلیم صاحبہ بنت مکرم سلیم احمد مہر صاحب جرمنی مبلغ سات ہزار یورو حق مہر پر 15 مئی 2011ء کو بعد نماز عصر بیت احمد میں محترم صدیق احمد منور صاحب مربی سلسلہ و صدر جماعت فیکٹری ایریا احمد ربوہ نے کیا۔ مکرم وحید احمد خان صاحب مکرم امجد خان صاحب مرحوم احمد نگر کے پوتے اور مکرمہ سدرہ سلیم صاحبہ مکرم غلام رسول صاحب مہر (مرحوم) گوٹھ مہر محمد بوٹا سندھ کی پوتی ہیں۔ جبکہ دونوں دولہا و دلہن مکرم رشید احمد خان صاحب مرحوم اسیر راہ مولیٰ سانگھڑ کے نواسہ نواسی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس رشتہ کو جانبین کیلئے خیر و برکت کا موجب بنائے اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔ آمین

تقریب آمین

مکرم فضل الرحمٰن صاحب کلیار ٹاؤن سرگودھا تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی زاہلہ رحمٰن نے بعمر ساڑھے چھ سال قرآن مجید ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ قرآن مجید پڑھانے کی سعادت محترم عبدالحلیم شاہد صاحب معلم سرگودھا شہر کو حاصل ہوئی۔ عزیزہ مکرم چودھری عبدالرحمٰن صاحب مرحوم فاروق کالونی سرگودھا کی پوتی اور مکرم محمود احمد ملک صاحب کینیڈا (برادر اصغر مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب) کی نواسی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام بچوں کو قرآن مجید پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم عبدالناصر منصور صاحب مربی سلسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم احمد محمود صاحب مربی سلسلہ نائیجیریا ابن مکرم بہادر شیر صاحب باڈی گارڈ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ماموں اور خسر مکرم رانا عبدالجبار صاحب ولد مکرم مظہر الحق صاحب دارالیمن وسطی سلام 24 جون 2011ء کو وفات پا گئے۔ مورخہ 26 جون 2011ء کو نماز جنازہ مکرم صدر صاحب محلّہ نے بیت السلام میں بعد نماز عصر پڑھائی۔ قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم حافظ عبدالحلیم صاحب مربی سلسلہ نے دعا کروائی۔ مرحوم نے اپنی یادگار اکلوتی بیٹی (اہلیہ احمد محمود صاحب) چھوڑی ہے۔ سوگواران میں بیوہ کے علاوہ پانچ بھائی اور ایک بہن چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

کیپسول روح شباب یہ دوا امنگوں کو بڑھاتی ہے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ، ربوہ
فون: 047-6211538 فیکس: 047-6212382

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان: 047-6215747 فون رہائش: 047-6211649

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رفیق حضرت مسیح موعود

یکے از 313

ولادت: 1866ء

وفات: یکم جولائی 1926ء

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین کا حسب و نسب حضرت ابوبکرؓ سے جا ملتا ہے۔ یہ خاندان خلیفہ بدیع الدین کی سرکردگی میں ہندوستان آیا خاندان کا کچھ حصہ ممبئی میں اور باقی کا لاہور ٹھہرا۔ آپ کے والد ماجد خلیفہ حمید الدین صاحب انجمن حمایت اسلام لاہور کے بانیوں میں سے تھے۔ خلیفہ حمید الدین صاحب کی رہائش اندرون موچی گیٹ تھی۔ آپ ہی کے وقت انجمن حمایت اسلام کے تعلیمی ادارے قائم ہوئے۔ آپ انجمن کے صدر رہے۔ وفات کے بعد آپ کو اسلامیہ کالج لاہور میں دفن کیا گیا۔

حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب حافظ قرآن تھے۔ سکول کی تعلیم کے بعد آپ نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں تعلیم پائی۔ اس خاندان کی خصوصیت تھی کہ سب لڑکے اور لڑکیاں حافظ قرآن تھے۔ آپ نے زمانہ طالب علمی میں ینگ مین محمڈن ایسوسی ایشن (Young Men Mohammaden Association) کی بنیاد رکھی۔

حضرت اقدس مسیح موعود کے دست مبارک پر 2 جنوری 1892ء کو بیعت کی۔ رجسٹر بیعت اولیٰ میں آپ کا نام 187 نمبر پر درج ہے۔

لاہور اور آگرہ کے میڈیکل کالج میں پروفیسر رہے۔ ملازمت سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ ہجرت کر کے مستقل طور پر قادیان آ گئے تھے اور نور ہسپتال میں کئی سال تک انچارج کے طور پر کام کیا۔ آپ اپنے پیشہ سے اس قدر مخلص تھے کہ ایک دفعہ رات بارہ بجے ایک شخص اپنی بیوی کی تشویشناک حالت کے لئے دوائی لینے آیا آپ اس کی کیفیت کے پیش نظر اس کے ساتھ ہو لئے۔ خود دوائی دی اور بتایا کہ اسے ایک گھنٹے بعد دوبارہ دورہ پڑے گا۔ باہر کہیں جانوروں کی جگہ انتظار کرتے رہے ٹھیک گھنٹہ بعد دوبارہ دوائی دینے کے لئے گئے۔ اس وقت خاتون کی حالت خراب تھی۔ آپ نے دوائی دی اور اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل وکرم فرمایا۔

حضرت اقدس نے آپ کا ذکر ازالہ اوہام، آئینہ کمالات اسلام، سراج منیر، کتاب البریہ، تحفہ قیصریہ میں اپنے مخلصین چندہ دہندگان اور جلسہ ڈائمنڈ جوبلی میں شامل ہونے والوں میں کیا ہے۔ حضرت اقدس نے آپ کے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

”اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت اخلاص دیا ہے۔ ان میں اہلیت اور زیرکی بہت ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ ان میں نور فراست بھی ہے۔“

آپ کی بڑی بیٹی رشیدہ المعروف محمودہ بیگم صاحبہ کی شادی 1917ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سے ہوئی۔ جو بعد میں ”ام ناصر“ کے نام سے معروف ہوئیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی مالی قربانی کے بارہ میں 1926ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر فرمایا:

”ان کی مالی قربانیاں اس حد تک بڑھی ہوئی تھیں کہ حضرت صاحب (بانی سلسلہ احمدیہ) نے ان کو تحریری سند دی کہ آپ کو قربانی کی ضرورت نہیں۔ حضرت مسیح موعود کا وہ زمانہ مجھے یاد ہے جبکہ آپ پر مقدمہ گورداسپور میں ہو رہا تھا اور اس میں روپیہ کی سخت ضرورت تھی۔ حضرت صاحب نے دوستوں کو تحریک کی کہ چونکہ اخراجات بڑھ رہے ہیں۔ لنگر خانہ تو دو جگہ پر ہو گیا ہے۔ ایک قادیان میں اور دوسرا گورداسپور میں۔ اس کے علاوہ اور مقدمہ پر خرچ ہو رہا ہے۔ لہٰذا دوست امداد کی طرف توجہ کریں۔ جب حضرت صاحب کی تحریک ڈاکٹر صاحب کو پہنچی تو اتفاق ایسا ہوا کہ اسی دن ان کو تنخواہ تقریباً 450 روپے ملی تھی۔ وہ ساری کی ساری تنخواہ اسی وقت حضور کی خدمت میں بھیج دی۔ ایک دوست نے سوال کیا کہ آپ کچھ تو گھر کی ضروریات کے لئے رکھ لیتے تو انہوں نے کہا کہ خدا کا مسیح کہتا ہے کہ دین کے لئے ضرورت ہے۔ تو پھر اور کس کے لئے رکھ سکتا ہوں۔ غرض ڈاکٹر صاحب تو دین کے لئے قربانیوں میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب کو انہیں روکنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور انہیں رکنا پڑا کہ اب ان کو مالی قربانی کی ضرورت نہیں۔“

آپ کے بیٹے بیٹیوں اور ان کی اولاد کی تعداد 200 سے زائد ہے جو مختلف ملکوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ آپ کی دو ازواج تھیں۔ اہلیہ اول حضرت عمدہ بیگم سے نو بیٹے بیٹیاں تھیں جن میں سے حضرت رشیدہ (المعروف حضرت محمودہ بیگم سیدہ ام ناصر) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے عقد میں آئیں۔ کرنل تقی الدین اور مکرم خلیفہ علیم الدین صاحب انہی کی اولاد تھے۔ اہلیہ ثانی حضرت مراد خاتون سے پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں تھیں محترم خلیفہ صلاح الدین صاحب اور خلیفہ منیر الدین صاحب (پاک بھارت جنگ 1965ء کے شہید (ستارہ جرأت) ان کی اولاد تھے۔ خلیفہ صلاح الدین مرحوم کے بیٹے خلیفہ صباح الدین مرحوم سابق نائب ناظر ضیافت، خلیفہ فلاح الدین اور خلیفہ رواح الدین لندن میں انہی کی نسل سے ہیں۔ (اصحاب صدق وصفا ص 203)

خبریں

ملکی اخبارات میں سے

امریکہ کو شمسی ایئر بیس خالی کرنے کیلئے کہہ دیا وزیر دفاع چودھری احمد مختار نے کہا ہے کہ پاک امریکہ باہمی اعتماد اور امریکی امداد ایبٹ آباد آپریشن سے پہلے والی سطح پر واپس نہیں آ سکتی۔ امریکیوں سے شمسی ایئر بیس خالی کرنے کا کہہ دیا گیا ہے۔ امریکہ کے ساتھ اعتماد سازی اسی وقت ممکن ہو گی جب ڈرون حملے بند ہوں گے، پاکستان کے ایٹمی اثاثوں کو امریکہ سے کوئی خطرہ نہیں، غازی ایئر بیس پاک فضائیہ کے زیر کنٹرول ہے۔ دفاعی پالیسی بدلنے کا وقت آ گیا ہے، مشرقی سرحد سے پاکستان کو خطرہ نہیں۔ وہ وزارت دفاع راولپنڈی میں میڈیا کے گروپ کے ساتھ گفتگو کر رہے تھے۔

مہران بیس پر حملہ کرنے والوں کو اندر سے مدد ملی نیوی حکام نے قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے دفاع کو بتایا کہ کراچی میں پاکستان نیوی کے مہران بیس پر حملے میں اندر سے دہشت گردوں کو مدد حاصل ہونے کے شواہد ملے ہیں کمیٹی کا ''ان کیمرہ'' اجلاس پارلیمنٹ ہاؤس میں ڈاکٹر عذرا افضل پیچو کی صدارت میں ہوا جس میں پاک بحریہ کی طرف سے مہران ایئر بیس میں دہشت گردی کے واقعے پر بریفنگ دی گئی، اپوزیشن نے بریفنگ کو غیر تسلی بخش قرار دے کر مسترد کر دیا تاہم چیئرپرسن نے میڈیا کو بتایا کہ بیس کے اندر ہونے والی کارروائی پر تحقیقات مکمل کر لی گئی ہے۔ بیرونی عوامل اور محرکات سے متعلق تحقیقات جاری ہے۔ بریفنگ تسلی بخش تھی۔ انہوں نے کہا کہ واقعے کے ذمہ داروں کا تعین وزارت دفاع اور وزارت داخلہ کی رپورٹیں ملنے کے بعد کیا جائے گا۔

صوبوں کو اختیارات کی منتقلی پنجاب کابینہ نے وفاقی حکومت کو ایک ہفتے میں مشترکہ مفادات کونسل کا اجلاس بلانے کی ڈیڈلائن دیتے ہوئے کہا کہ اگر صوبوں کو ان کے حقوق کی منتقلی کا مسئلہ 18 ویں ترمیم کے مطابق حل نہ کیا گیا تو سپریم کورٹ سے رجوع کریں گے۔

گیس کی قیمتوں میں 10 سے 100 فیصد اضافہ کا فیصلہ آئی ایم ایف سے قرضے کیلئے طے شدہ شرائط کے تحت حکومت نے گیس کی قیمتوں میں 10 سے 100 فیصد اضافے کا فیصلہ کر لیا۔ گھریلو صارفین کو فراہم کی جانے والی گیس کی قیمتوں میں 10 فیصد، تجارتی مقاصد کیلئے استعمال ہونے والی گیس کی قیمتوں میں 100 فیصد اضافہ ہو گا۔ حتمی اعلان جلد کیا جائے گا۔ وزارت پٹرولیم و قدرتی وسائل کے ذرائع کے مطابق حکومت نے گیس کی قیمتوں میں 10 سے 100 فیصد اضافے کی تجاویز پر طویل غور کیا ہے اور فیصلہ کیا گیا ہے کہ یکم جولائی سے گیس کی قیمتوں میں اضافہ کر کے گیس کی مد میں دی جانے والی تمام سبسڈیز ختم کر دی جائیں گی۔ اس بات کا قوی امکان ہے کہ حکومت یکم جولائی سے سی این جی کی قیمتوں میں 50 فیصد اضافہ کرے گی۔

ستمبر سے گیس کی لوڈ شیڈنگ ہو گی آئندہ سیزن میں گیس کی لوڈ شیڈنگ ہو گی۔ سوئی ناردرن حکام نے وزیر پٹرولیم ڈاکٹر عاصم حسین کو بریفنگ میں بتایا کہ ستمبر سے ہی گیس کی لوڈ شیڈنگ کرنا پڑے گی۔ 350 ملین کیوبک فٹ گیس کی کمی کا سامنا ہے۔

بھارت کا دریائے چناب پر پن بجلی کے تین منصوبے مکمل کرنے کا اعلان باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ بھارت نے مقبوضہ کشمیر میں دریائے چناب پر 2150 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی صلاحیت والے تین بڑے ہائیڈروالیکٹرک پاور پروجیکٹس کی تعمیر کے خلاف پاکستان کے احتجاج کو مسترد کرتے ہوئے 2017-18ء تک تینوں منصوبے مکمل کرنے کا اعلان کر دیا ہے اور ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ سندھ طاس معاہدہ کے تمام لوازمات پورے کر رہا ہے۔ اس لئے ان پاور پروجیکٹس کی تعمیر پر پاکستان کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔

ن لیگ اور ایم کیو ایم کا آئندہ انتخابات میں اتحاد بنانے کا فیصلہ مسلم لیگ (ن) اور ایم کیو ایم نے آئندہ عام انتخابات میں اتحاد بنانے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ جس کا باقاعدہ اعلان جولائی میں میاں نواز شریف اور الطاف حسین کی ملاقات کے بعد کئے جانے کا امکان ہے۔ ذرائع کے مطابق دونوں پارٹیوں نے مشترکہ اپوزیشن کے طور پر بھی موجودہ حکومت کو ٹف ٹائم دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ دونوں جماعتوں نے یہ فیصلے آزاد کشمیر کے الیکشن سے قبل کر لئے تھے۔

اسلام آباد، تخریب کاری کا منصوبہ ناکام

حساس اداروں کی اطلاعات پر اسلام آباد پولیس نے وفاقی دارالحکومت میں دہشت گردی کا بڑا منصوبہ ناکام بناتے ہوئے 2 مبینہ دہشت گردوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ گرفتار کئے جانے والے دہشت گردوں سے 2 خودکش جیکٹس اور دیگر جہادی لٹریچر برآمد ہوئے۔

جگر کے سرطان کا سبب جین دریافت

ماہرین کا کہنا ہے کہ جگر کے سرطان کی وجہ بننے والے جین کی نشاندہی ہو گئی ہے۔ ورجینیا یونیورسٹی کامن ویلتھ میں کام کرنے والی ایک طبی ماہرین کی ٹیم نے اس جین کو ''ایل ایس ایف'' کا نام دیا ہے۔ یہ جین جگر کے سرطان کے 90 فیصد مریضوں میں پایا جاتا ہے۔

درخواست دعا

مکرم احمد خان گلشن صاحب لندن تحریر کرتے ہیں۔

میرا اکلوتا بیٹا حافظ احمد باسل واقف نو کینسر کے مرض میں مبتلا ہے۔ احباب جماعت سے میرے بیٹے کی کامل شفایابی اور صحت و تندرستی والی لمبی زندگی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

حسن نکھار کریم
چہرہ کی حفاظت اور نکھار کیلئے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

ضرورت ہے
ہسپتال کے امور کیلئے میٹرک پاس لڑکوں کی اور ایک آیا کی ضرورت ہے۔ صدر/امیر کی تصدیق کے ساتھ رابطہ کریں۔
مریم میڈیکل اینڈ سرجیکل سنٹر یادگار چوک ربوہ
047-6213944

ہر فرد۔ ہر عمر۔ ہر پیچیدگی کا فطری علاج
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹور
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر ایم۔اے
عمر مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ گلی عامر کلر لیب :0344-7801578

Mini Sale Big Discount
صاحب جی فیبرکس ربوہ
0092-47-6212310
دونوں برانچز پر سیل۔ سیل۔ سیل

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580

ربوہ میں طلوع وغروب یکم جولائی	
طلوع فجر	3:36
طلوع آفتاب	5:04
زوال آفتاب	12:12
غروب آفتاب	7:20

RAO ESTATE
راؤ اسٹیٹ
جائیداد کی خرید و فروخت کا ادارہ
Your Trust and Confidence is our Motto
ریلوے روڈ گلی نمبر 1 نزد صوفی گھی ایجنسی دارالرحمت شرقی الف ربوہ
آپ کی دعا اور تعاون کے منتظر راؤ خرم ذیشان
0321-7701739
047-6213595

Woodsy... Furniture® Chiniot
فرنیچر جو آپ کے مکان کو گھر بنا دے
Malik Center.Faisal Abad Road.
Tehseel Choak Chiniot. 92-47-6334620
Mobile:0300-7705233-300-7719510

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا
NASEEM JEWELLERS
23K/22K JEWELLERY SUPPLIERS
پروپرائٹر: میاں وسیم احمد
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان 6212837
Mob:03007700369

Best Return of your Money
انصاف کلاتھ ہاؤس
گل احمد۔ الکرم اور چکن کی اعلیٰ ورائٹی دستیاب ہے
ریلوے روڈ ربوہ فون شوروم :047-6213961

MULTICOLOR INTERNATIONAL
SPECIALIST IN ALL KINDS OF:
Printing & Advertising
Email: multicolor13@yahoo.com
Cell: 92-321-412 1313, 0300-8080400
www.multicolorintl.com

FD-10